تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر……تجزیاتی مطالعہ

عابد حسین

In this essay, an analysis of the translation of Allama Iqbal's english lectures titled "Tafkeer e Deeni par Tajdeed e Nazar" by the Indian translator Dr. Sami ul Haq has been carried out. In opinion of the translator, translations of the lectures carried out until now are not in line with the real objective of the lectures. Especially the translation of Syed Nazir Niazi, which is considered most authentic among the translations, fails to communicate the basic objective of the lectures.In the article under consideration, it has been inquired whether the translation of Dr Sami ul Haq itself has been successful in delivery of this objective or not. It is opined by the writer of this essay that the translation of Dr Sami ul Haq is also the same as the other translations. It has also failed to reach the standard claimed by the translator and could not elucidate each and every detail.

بھارت میں مقیم مسلمانوں کی فکری، روحانی اور فلسفہ جدید سے جنم لینے والے سوالات کی تشفی کے لیے ڈاکٹر سمیع الحق، خطباتِ اقبال کی قدر و منزلت سے بخوبی آگاہ تھے۔ خطباتِ اقبال کے اردو ترجمے کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر سمیع الحق نے ۱۹۵۶ء میں اس کام کا آغاز کیا اور ۱۹۶۲ء تک خطباتِ اقبال کا اردو ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اور ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس کوچہ پنڈت لال کنواں دہلی سے تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر کے عنوان سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا۔ ان سے پہلے سید نذیر نیازی کا اردو ترجمہ تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ کے عنوان سے ۱۹۵۸ء میں منظر عام پر آچکا تھا، لیکن ڈاکٹر سمیع الحق، سید نذیر نیازی کے ترجمے سے مطمئن نہیں تھے۔ عرضِ مترجم میں لکھتے ہیں:

ترجمہ مذکور کو بالاستیعاب پڑھا۔ انگریزی لفظوں کو خود ساختہ عربی میں ترجمہ کر کے بوجھل بنایا گیا ہے۔ مثلاً Spontaneous کے لیے ابدائی، Embrace کے لیے احتوا، Categorical imperative کے لیے حکم قطعی، Vested Interest کے لیے حقوق مزعوم وغیرہ الفاظ دیکھنے کو ملے۔ اردو کے آسان سے آسان لفظوں کی تلاش

ہی ایک مترجم کی پابندی ہے۔ترجمہ کا یہ مقصد نہیں ہونا چاہیے کہ ایک ترجمہ پڑھنے کے لیے کسی کو ایک اور زبان سیکھنی پڑے۔ وہ زبان جس کے الفاظ عوام کی دسترس سے باہر ہوں۔[۵]

مترجم کی حتی الوسع کوشش رہی ہے کہ اردو ترجمے میں عربی وفارسی کی آمیزش کم از کم رہے، تا کہ ترسیل مدعا میں سہولت پیدا ہو، تاہم بعض مقامات ایسے ہیں، جہاں مفہوم کی عدم ادائیگی کی وجہ سے اقبال کے قاری کے لیے دقت بھی پیدا ہوئی ہے، مثلاً دوسرے خطبے میں انگریزی عبارت یوں ہے۔

> The infinite divisibilty of space and time means the compactness of points in the series; it does not mean that points are mutually isolated in the sense of having a gap between one another.6

ڈاکٹر سمیع الحق ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

مکان اور زمان کے لامتناہی اجزا میں تجزیہ ہونے کی صلاحیت کا مطلب سلسلہ کے اندر کے نقطوں کی پیوستگی ہے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ نقطے باہم ایک دوسرے سے اس مفہوم میں الگ تھلگ ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے کے بیچ میں خالی جگہ رہ جاتی ہے۔[۷]

یہاں مترجم the infinite divisibilty کا ترجمہ ''لامتناہی اجزاء میں تجزیہ ہونے کی صلاحیت'' کیا ہے، جو درست نہیں۔صحیح ترجمہ ''لامتناہی تقسیم پذیری'' ہے۔''تجزیہ'' کے لیے لغت میں علیحدہ انگریزی لفظ analysis موجود ہے۔اسی طرح مترجم نے it does not means کا ترجمہ ''اس کے معنی یہ ہیں'' کر کے مفہوم کو ہی الٹ دیا ہے۔درست ترجمہ ''اس کے معنی یہ نہیں'' یا ''اس کا مطلب یہ نہیں'' کے ہیں۔صحیح ترجمہ یوں ہوگا:

زمان ومکان کی لامتناہی تقسیم پذیری کا مطلب سلسلہ کے اندر نقاط کی پیوستگی ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپس میں وقفہ رکھنے کے مفہوم میں نقاط باہم الگ ہیں۔

دوسرے خطبے میں ہی انگریزی عبارت اس طرح ہے:

> Accordig to Professor Whitehead, therefore, Nature is not a static fact situated in an a-dynamic void.[8]

ترجمہ:

یہی وجہ ہے کہ پروفیسر وائٹ ہیڈ کے مطابق فطرت کوئی جامد حقیقت نہیں جو کسی حرکی خلا میں واقع ہے۔[۹]

یہاں مترجم نے a-dynamic void کا ترجمہ ''حرکی خلا'' کیا ہے، جب کہ درست ترجمہ ''غیر حرکی خلا' یا 'غیر متحرک خلا'' ہے۔تجدیدِ فکریاتِ اسلام میں ڈاکٹر وحید عشرت کا ترجمہ انگریزی متن کے مطابق ہے:

چنانچہ پروفیسر وائٹ ہیڈ کے نزدیک فطرت کوئی جامد حقیقت نہیں جو ایک غیر متحرک خلا میں واقع ہو۔[۱۰]

مترجم، سید نذیر نیازی کے ترجمے کی زبان سے مطمئن نہیں اور عام فہم یعنی رواں اور سلیس ترجمے کے قائل ہیں، لیکن عام فہم اور سلیس عبارت کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ اصل متن سے انحراف کیا جائے۔ڈاکٹر مرزا

حامد بیگ لکھتے ہیں:

ہمارے بیشتر مترجمین نے روانی اور سلاست کے پیچھے بھاگتے ہوئے یہ نہیں سوچا کہ اگر کسی ترقی یافتہ زبان میں تخلیق کار نے پیچیدہ تر جذبات واحساسات کو لفظوں میں بیان کیا تو اسے کیوں نہ کوشش کر کے انہی قواعد و ضوابط کے ساتھ اردو میں منتقل کر لیا جائے۔[۱۱]

تیسرے خطبے میں انگریزی فقرہ کچھ یوں ہے:

Freedom is thus a condition of goodness.[12]

تفکیر دینی میں ترجمہ اس طرح ہے:

چناں چہ آزادی نیکی کی ایک حالت ہے۔[۱۳]

مترجم نے یہاں Codition کا ترجمہ ''حالت'' کیا ہے، جو انگریزی متن کے سیاق وسباق اور حضرت علامہ کے مدعا کے مطابق نہیں۔ یہاں متن کی مناسبت سے condition کے لیے بہترین ترجمہ 'اولین شرط' ہونا چاہیے۔ تشکیل جدید میں سید نذیر نیازی نے درج بالا انگریزی جملے کا ترجمہ نہایت دلکش اور خوبصورت اسلوب میں پیش کیا ہے:

آزادی خیر کی شرط اولین ہے۔[۱۴]

تیسرے خطبے میں ہی انگریزی عبارت اس طرح ہے:

There is no such thing as an isolated fact, for facts are systematic wholes the elements of which must be understood by mutual references.[15]

ترجمہ:

کوئی حقیقت الگ تھلگ نہیں ہے، کیوں کہ حقائق منظّم کلیت ہیں۔ ان کے عناصر کو سمجھنا تبھی ممکن ہے، جب دونوں کا حوالہ دیا جائے۔[۱۶]

یہاں mutual refereces کا ترجمہ ''دونوں کا حوالہ'' درست نہیں۔ درست ترجمہ 'باہم حوالہ جات' یعنی ایک دوسرے کے حوالے سے ہے۔ ''دونوں کا حوالہ'' اور ''باہم حوالہ جات'' الگ الگ معنی ومفہوم رکھتے ہیں۔ ترجمہ اس طرح ہونا چاہیے تھا:

بطور ایک الگ تھلگ حقیقت، ایسی کوئی شے نہیں، کیوں کہ حقائق منظّم کل ہیں، جن کے عناصر کو باہم حوالہ جات سے ہی سمجھا جانا چاہیے۔

چوتھے خطبے میں انگریزی عبارت اس طرح ہے:

It is not the origion of thing that matters .it is the copasity, the significance, and the final reach of the emergent that matters.[17]

ڈاکٹر سمیع الحق کا ترجمہ اس طرح ہے:

کسی شے کی جبلت بڑی بات نہیں، بلکہ فروغ پانے والی شے کی صلاحیت، اہمیت اور رسائی کے اعلیٰ ترین معیار میں اس کی اہمیت کا راز ہے۔[۱۸]

یہاں origion کا ترجمہ ''جبلت'' کیا گیا ہے، جب کہ درست ترجمہ ''مبداء'' ہے۔ انگریزی عبارت میں حضرت علامہ نے the copasity,the significance, the final reach یعنی article (the) کے ذریعے بات میں زور اور وزن پیدا کیا ہے، جسے مترجم اردو میں منتقل نہیں کر پائے:

ترجمے کا عمل ایک علمی و ادبی پیکر کو دوسرے پیکر میں دکھانا ہے، اور وہ بھی اس احتیاط اور خوبی کہ اس کا ڈیل ڈول، شکل و شباہت، ناز و ادا اور جزیات و خیالات پورے طور پر منتقل ہو جائیں۔[۱۹]

درست ترجمہ یوں ہے:

کسی شے کا مبداء اہم نہیں، اہم اس مظہر کی صلاحیت، افادیت اور آخری رسائی ہی ہے۔

چوتھے خطبے میں انگریزی عبارت اس طرح ہے:

The appropriation of the passing pulse by the present pulse of thought, and that of the present by its successor, is the ego.[20]

ترجمہ:

موجودہ لحہ فکر کا گزرتے ہوئے لمحے کو اور آنے والے کا موجودہ کو ہتھیا لینا خودی کا عمل ہے۔[۲۱]

حضرت علامہ نے انگریزی عبارت میں مختصر، مگر جامع الفاظ میں خودی کی defination کی ہے، لیکن وہ جامعیت اور روح اردو ترجمے میں نہیں آسکی، جس کی انگریزی عبارت متقاضی تھی۔ ترجمہ یوں ہونا چاہیے تھا:

موجودہ لحہ فکر سے ماقبل اور اس ماقبل (موجودہ) کا اپنے مابعد سے تصرف خودی ہے۔

پانچویں خطبے میں انگریزی عبارت اس طرح ہے:

With the birth of reason and critical faculty, however life, in its own interest, inhibits the formation and growth of non - rational modes of consciousness through which psychic energy flowed at an earlier stage of human evolution.[22]

ترجمہ:

لیکن تعقل اور تنقیدی صلاحیتوں کے فروغ کے ساتھ ہی زندگی نے اپنے 'مفاد کے پیش نظر' ان بے بہرہ خرد اوضاع شعور یعنی توانائی وجدان نفسی کی تشکیل و نشو نما کو، جس کی انسانی ارتقا کے اولین مراحل میں عام روش تھی، اپنے اوپر حرام کر لیا۔[۲۳]

یہاں مترجم نے non-rational modes of consciousness کا ترجمہ ''بے بہرہ خرد اوضاع شعور'' کیا ہے، جو مشکل ہونے کے ساتھ ساتھ انگریزی عبارت کا کوئی موزوں ترجمہ نہیں۔ آسان اور بہتر ترجمہ ''شعور کے ورائے عقل طریقے'' ہے۔ اسی طرح ''حرام کر لیا'' inhibits کا کوئی معیاری معنی نہیں مترجم

نے reason کا ترجمہ ''تعقل'' کیا ہے، جب کہ بہتر ترجمہ 'استدلال'' ہے۔ تاہم تجدیدِ فکریاتِ اسلام میں ڈاکٹر وحید عشرت کا ترجمہ عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ اصل متن سے زیادہ موافقت رکھتا ہے:

تاہم استدلال اور تنقید کی صلاحیت کی آفرینش کے ساتھ ہی زندگی اپنے مفاد کی خاطر شعور کے ورائے عقل ان طریقوں کی پیدائش اور صورت گری روک دیتی ہے، جن میں انسانی ارتقا کی ابتدائی منازل پر نفسیاتی توانائی کا اظہار ہوتا تھا۔ [۲۴]

چھٹے خطبے میں انگریزی عبارت یوں ہے:

Their main purpose,therefore,was to preserve the social integrity of Islam ,and to realize this,the only course open to them was to utilize the binding force of Shariah, and to make the structure of their legal system as rigorous as possible.[25]

ڈاکٹر سمیع الحق ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:

چنانچہ ان کا اہم مقصد اسلام کی ملی سالمیت کا تحفظ تھا اور اس مقصد کے حصول کے لیے ان کے سامنے ایک ہی راستہ تھا، وہ یہ کہ شریعت کی قوتِ جامعہ سے کام لے کر اپنے فقہی نظام کی ترکیب میں حتی الوسع سخت گیر پیدا کی جائے۔ [۲۶]

یہاں مترجم نے binding force of Shariah کا ترجمہ ''قوت جامعہ'' کیا ہے، جب کہ درست ترجمہ ''قوت اتصال''، یعنی جوڑنے والی قوت ہے۔ انگریزی عبارت میں لفظ and کے ذریعے binding force of Shariah اور to make the structure of legal system دونوں نقطہ ہائے نظر الگ بیان کیے گئے ہیں، جب کہ مترجم نے اردو ترجمے میں انہیں اکٹھا کر کے انگریزی متن سے مختلف مفہوم بیان کیا ہے۔ درست ترجمہ یوں ہے:

لہٰذا ان کا اہم مقصد اسلام کی ملی سالمیت کا تحفظ تھا اور اس مقصد کے حصول کے لیے ان کے سامنے ایک ہی راستہ تھا، وہ تھا شریعہ کی قوتِ اتصال کو کام میں لانا اور اپنے نظام قانون کی ساخت میں حتی الوسع سخت گیری پیدا کرنا۔

چھٹے خطبے میں ہی انگریزی عبارت اس طرح ہے:

They disclose new standards in the light of which we begin to see that our invironment is not wholy inviolable and requires revision.[27]

ترجمہ:

وہ تنہا ایسے اصول کا پتہ چلاتے ہیں، جن کی روشنی میں ہمیں یہ دکھائی دینے لگتا ہے کہ ہمارا معاشرہ سراسر قابل احترام نہیں ہے اور اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ [۲۸]

یہاں new standards کا ترجمہ 'ایسے اصول' کیا گیا ہے، جب کہ درست ترجمہ 'نئے معیارات' ہے۔ اسی طرح invialable کا ترجمہ 'قابل احترام' درست نہیں، صحیح ترجمہ 'ناقابل تغیر'، 'پکا' اور 'استوار'

ہے۔درست ترجمہ اس طرح ہے:

وہ نئے معیارات منکشف کرتے ہیں، جن کی روشنی میں ہم دیکھنا شروع کرتے ہیں کہ ہمارا ماحول کلیتاً ناقابلِ تغیر نہیں اور نظر ثانی کا متقاضی ہے۔

چھٹے خطبے میں ہی انگریزی عبارت اس طرح ہے:

> An act is temporal or profane if it is done in a spirit of detachment from the infinite complexity of life behind it, it is spiritual if it is inspired by that complexity.[29]

ڈاکٹر سمیع الحق یوں ترجمہ کرتے ہیں:

کوئی عمل، جو زندگی کی لامحدود پوشیدہ پیچیدگیوں سے بے تعلقی کے مزاج کا نتیجہ ہے، وہ کافری یا منافقت ہے، لیکن ان پیچیدگیوں کے زیرِ اثر انجام پذیر ہوا ہے تو دینی اور روحانی ہے۔[۳۰]

یہاں مترجم نے انگریزی عبارت کے سیاق و سباق سے قطع نظر کرتے ہوئے temporal or profane کا ترجمہ ''کافری یا منافقت'' کیا ہے، جو نہ تو حضرت علامہ کے افکار کے مطابق ہے اور نہ لغوی اعتبار سے درست ہے۔ درج بالا انگریزی عبارت سے پہلے حضرت علامہ کسی act کے temporal اور spiritual ہونے کے متعلق لکھتے ہیں:

> In Islam the spiritual and the temporal or not two distinct domains, and the nature of an act, however secular in its import, is determined by the attitude of mind with which the agent does it.It is the invisible mental background of the act which ultimately determines its character.[31]

حضرت علامہ اسی خطبے میں مزید لکھتے ہیں:

> In Islam it is the same reality which appears as church looked at from one point of view and the state from another.It is not true to say that church and state are two sides or facts of the same thing.Islam is a singal unanalysable reality which is one or the other as your piont of view varies.[32]

انگریزی عبات کے سیاق و سباق اور حضرت علامہ کے نقطہ نظر کو مدنظر رکھتے ہوئے temporal or profane کا ترجمہ ''زمانی یا دنیوی'' ہی درست ہے، نہ کہ ''کافری یا منافقت''۔ تشکیلِ جدید میں سید نذیر نیازی کا ترجمہ سلیس اور وقیع ہونے کے ساتھ ساتھ انگریزی عبارت سے مطابقت بھی رکھتا ہے:

وہ عمل 'دنیوی' ہے، جس میں ہم زندگی کی اس لامتناہی کثرت کو جو ہر عمل کے پیچھے واقع ہے، نظر انداز کر دیتے ہیں اور وہ 'روحانی' جس میں اس ساری کثرت کا لحاظ رکھ لیا جائے۔[۳۳]

چھٹے خطبے میں ہے:

The truth,however,is that matter is spirit in space-time reference.The unity called man when you look at it as acting in regard to what we call man the external world; it is mind or soul when you look at it as acting in regard to the ultimate aim and ideal of such acting.[34]

تفکیرِ دینی میں ترجمہ یوں ہے:

بہر حال سچائی یہ ہے کہ مکان زمانی کی مناسبت سے روحانی مادی ہو جاتی ہے۔ وہ وحدت، جسے آدمی کہتے ہیں، اگر ہم اس کو اس تعلق سے عمل پیرا دیکھیں، جسے خارجی دنیا کہتے ہیں تو وہ مادی جسم ہے، لیکن اگر آپ اس کو عمل کی فاعلی حالت میں دیکھیں تو وہ دل یا جان ہے۔[۳۵]

یہاں مترجم نے matter of spirit کا ترجمہ ''روحانی مادی ہو جاتی ہے'' کیا ہے، جو درست نہیں۔ درست ترجمہ ''مادہ روح ہے'' ہونا چاہیے۔

اسی طرح mind or soul کوئی idiom یا phrase نہیں، جس کا ترجمہ مجازی معنوں میں لیتے ہوئے ''دل یا جان'' کیا جائے۔ متن کے حوالے سے مناسب ترجمہ ہے، ''ذہن یا روح''۔

تجدیدِ فکریاتِ اسلام میں ڈاکٹر وحید عشرت کا ترجمہ انگریزی متن کے زیادہ قریب ہے:

حقیقت یہ ہے کہ زمان و مکان کے حوالے سے مادہ بھی روح ہے۔ وہ وحدت جسے آپ انسان کہتے ہیں وہ جسم ہے، جب آپ اسے خارجی دنیا میں عمل پیرا دیکھتے ہیں اور وہ ذہن یا روح ہے، جب آپ اسے اس عمل کے مقصد اور نصب العین کے حوالے سے دیکھتے ہیں۔[۳۶]

ساتویں خطبے میں انگریزی عبارت یوں ہے۔

Religion, which is essentially a mode of actual living,is the only serious way of handling reality.[37]

تفکیرِ دینی میں ترجمہ یوں ہے۔

مذہب چونکہ بنیادی طور پر جینے کا ایک واقعی وسیلہ ہے، اس لیے یہی حقیقت کاملہ پر غور و فکر کا واحد ذریعہ ہے۔[۳۸]

انگریزی عبارت میں actual living کے الفاظ ہیں، یعنی 'حقیقی زندگی'، 'واقعی جینا'، جب کہ مترجم نے 'واقعی' کا لفظ 'وسیلہ' کے ساتھ منسلک کیا ہے۔ اسی طرح serious way کا ترجمہ 'سنجیدہ ذریعہ' کیا گیا ہے، جب کہ درست ترجمہ 'سنجیدہ راہ' ہے۔ handling reality کے الفاظ اپنے اندر وسیع معنی و مفہوم رکھتے ہیں، جن کا ترجمہ 'حقیقت مطلقہ تک رسائی' ہی بہتر ہے۔ درست ترجمہ یوں ہے:

مذہب، جو لازمی طور پر حقیقی زندگی کا ایک لازمی جزو ہے، حقیقت مطلقہ تک رسائی کا واحد سنجیدہ ذریعہ ہے۔

ساتویں خطبے میں ہی انگریزی عبارت اس طرح ہے:

As I have indicated before, religion as a deliberate enterprise to sieze the ulitmate principle of value and there by to reintegate the forces of one,s own personality,is a fact which cannot be denied.39

تفکیرِ دینی میں ترجمہ اس طرح ہے:

یہ مَیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ یہ ایک نا قابل تردید نفیس واقعہ ہے کہ مذہب کا وتیرہ بنیادی اصول پر قابو پانے کی بالارادہ کوشش و کاوش ہے اور جس کے ذریعے کوئی اپنی شخصیت کی تمام تر قوتوں کو از سرِ نو سالمیت عطا کر سکتا ہے۔[۴۰]

مترجم نے deliberate enterprise کا ترجمہ 'بالارادہ کوشش و کاوش'' کیا ہے۔درست ترجمہ ''بالارادہ کارِ عظیم'' ہے۔اسی طرح indicated کا ترجمہ ''بتانا'' درست نہیں۔درست ترجمہ'' اشارہ کرنا'' ہے۔درست ترجمہ یوں ہے:

جیسا کہ مَیں پہلے اشارہ کر چکا ہوں، یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ مذہب بحیثیت بالارادہ کارِ عظیم قدر و قیمت کے مطلق اصول کو گرفت میں لاتا ہے اور اس کے ذریعے کوئی اپنی شخصیت کی قوتوں کو از سرِ نو مجتمع کرتا ہے۔

ساتویں خطبے میں ہی انگریزی عبارت اس طرح ہے:

He think in terms of life and movement with the view to create new patterns of behaviour for mankind.41

ترجمہ:

وہ زندگی اور تغیر پذیری کی اصطلاح میں اس نقطہ نظر سے سوچتا ہے کہ وہ انسانی عمل کے نئے نمونوں کو عالم وجود میں پیش کر سکے۔[۴۲]

یہاں مترجم نے new pattern of behaviour for mankind کا ترجمہ'' انسانی عمل کے نئے نمونوں کو عالم وجود میں پیش کر سکے'' کیا ہے، جب کہ درست ترجمہ ''انسانیت کے لیے طرزِ عمل کے نئے نقوش تخلیق کرنے کے لیے'' ہے۔درست ترجمہ یوں ہے:

انسانیت کے لیے طرزِ عمل کے نئے نقوش تخلیق کرنے کے نقطۂ نظر سے وہ زندگی اور حرکت کی اصطلاح میں سوچتا ہے۔

ان چند تحفظات کے باوجود اس ترجمے میں بعض جگہ معانی و مفاہیم اور اسلوب کے لحاظ سے نہایت خوب صورت ترجمہ دیکھنے کو ملتا ہے۔مثلاً چھٹے خطبے میں انگریزی عبارت اس طرح ہے:

There is the woman, my mother my sister or my daughter.It is she who calls up the most sacred emotions from the depths of my life! There is my beloved; my son, my moon and my star. It is she who makes me

understand the poety of life! How could the Holy Law of God regard these beautiful creatures as despicable beings? Surely there is an error in the interpretation of the Quran by the learned?[43]

ادھر جو عورت ہے، وہ میری ماں، میری بہن یا میری بیٹی ہے۔ یہی ہے، جو میرے دل کی گہرائی سے مقدس ترین جذبات کو ملتفت کرتی ہے۔ ادھر میری معشوقہ ہے، جو میرے لیے شمس وقمر بھی اور نجم درخشاں بھی ہے یہی ہے، جو مجھے زندگی کی شاعری کی فہم وفراست عطا کرتی ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ ایسے حسین پیکر موجودات کو مقدس خدائی قوانین نے فرومایہ ٹھہرایا ہوگا؟ یقیناً قرآن کی ترجمانی میں علما سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔[۴۴]

خطباتِ اقبال جہاں بذات خود اختصار اور قطعیت کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، وہیں تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر میں مترجم نے معنی ومفہوم کے ساتھ ساتھ بعض جگہ اسلوب کے اختصار اور قطعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے عمدہ ترجمہ کیا ہے، مثلاً پانچویں خطبے میں انگریزی عبارت اس طرح ہے:

It is obvious that such a view cannot be acceptable to Spengler; for,it is possible to show that the anti-classical spirit of the modern culture is due to the inspiration which it received from the culture immidiately preceding it, the whole argument of Spengler regarding the complete mutual independence of cultural growths would colleps.[45]

ظاہر ہے کہ اسپنگلر اس بات سے اتفاق نہیں کرسکتا، کیوں کہ اس سے اس کا اثبات لازم آئے گا کہ تمدن جدید اس فیضان کا نتیجہ ہے، جو اسے اپنے فوری ماسبق سے ملا ہے اور اس سے اسپنگلر کے تمام تر اس دعویٰ کی بنیاد ہی، کہ تمدنی نشونما کسی دوسرے تمدن سے قطعی آزاد ہوتا ہے، ڈھے جائے گی۔[۴۶]

خطباتِ اقبال کے اردو تراجم میں تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ کے بعد ڈاکٹر سمیع الحق کا اردو ترجمہ تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر ابلاغ کے حوالے سے دیگر اردو تراجم پر فوقیت رکھتا ہے۔ انگریزی الفاظ کے متبادل خوبصورت اور معیاری الفاظ کے انتخاب کی وجہ سے قارئین اقبال کے لیے، فکرِ اقبال تک رسائی آسان ہوئی ہے۔ مترجم نے قطع نظر چند مقامات کے، روانی اور سلاست کو مدنظر رکھتے ہوئے، ترجمے کو عصری اسلوب سے ہم آہنگ کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے۔ قرآنی آیات اور فارسی اشعار کے اردو ترجمے اصل متن کے مطابق دیے گئے ہیں۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق: تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۴ء، ص ۵

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً

6. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, Institute of Islamic Culture, Lahore, 2004, 6th Edition, p.29

۷۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق: تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا، ص ۴۷

8. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam,* 6th Edition, p.28

۹۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا، ص ۴۵

۱۰۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا، ص ۵۳

۱۱۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، ترجمے کا فن: نظری مباحث، ۴۶ ق م تا ۱۹۸۶ء، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء، ص ۴۳

12. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam,* 6th Edition, p.68

۱۳۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا، ص ۹۲

۱۴۔ سید نذیر نیازی، تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ، لاہور، بزمِ اقبال، جنوری ۲۰۱۰ء، ص ۱۳۹

15. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.68

۱۶۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا، ص ۹۲

17. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.58

۱۸۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا، ص ۱۱۲

۱۹۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، ترجمے کا فن: نظری مباحث ۴۶ ق م تا ۱۹۸۶ء، محولہ بالا، ص ۱۰

20. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.81

۲۱۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا، ص ۱۰۸

22. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.100

۲۳۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا، ص ۱۳۳، ۱۳۴

۲۴۔ ڈاکٹر وحید عشرت، تجدیدِ فکریاتِ اسلام، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۰۲ء، ص ۱۵۴

25. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.119

۲۶۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا، ص ۱۵۹

27. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.120

۲۸۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا، ص ۱۶۰

29. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.122

۳۰۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا ۱، ص ۱۶۳

31. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.112

32. Ibid.

۳۳۔ سید نذیر نیازی، تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ، محولہ بالا ۱۴، ص ۲۲۸

34. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.112

۳۵۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا ۱، ص ۱۶۳

۳۶۔ ڈاکٹر وحید عشرت، تجدیدِ فکریاتِ اسلام، محولہ بالا ۲۴، ص ۱۸۷

37. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.145

۳۸۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا ۱، ص ۱۹۲

39. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.149

۴۰۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق: تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا ۱، ص ۱۹۷

41. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.150

۴۲۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق: ت تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا ۱، ص ۱۹۸، ۱۹۹

43. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.128

۴۴۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا ۱، ص ۱۷۰

45. Allama Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*, 6th Edition, p.114

۴۶۔ ڈاکٹر محمد سمیع الحق، تفکیرِ دینی پر تجدیدِ نظر، محولہ بالا ۱، ص ۱۵۲